شعر

کتاب لو تامله ضریر	لعاد کریمتاه بلا ارتیاب
ولو مرت حوامله بقبر	لصار المیت حیا فی التراب

تائید از دعای بجر مسئول آخر زمان جزو اول از کتاب الاجوبة الکامل بدلائل قویه واحادیث مصطفویه وروایات کتب فقه معتبره المسمی

اثبات سنیة الدعاء مع رفع الیدین فی جلسة الخطیب ما بین الخطبتین

از تالیف خاکپای علمای کرام وفقراء ذوی الاحترام عاصی پر معاصی مسکین سید حیدر شاه قادری الحنفی ساکن کچهه بهوج المعروف به پیر بهر والے عفی عنه

این نامه چنان است که چون باغ ارم	از تازگی و لطافت آن هر دم
هم سینه شود گلشن و هم جان تازه	هم دیده شود روشن و هم دل خرم

مطبع حفاظتی معسکر بنگلور طبع شد
۱۳۱۵ ھ

گیا کہ اسوقت اگر مسجد مین ہی آپکو فہمایش کیجاتی تو آپ کی ہتک عزت کا باعث تھا لہذا آپکو مسجد مین نہ کہا گیا تب جناب پیش امام صاحب مذکور نے قبول کیا اور نہایت شکریہ ادا فرمایا پھر بروز یکشنبہ مصنف کو اس عاجز کے مکان پر سیٹھ میاجو کی جماعت جمع ہوئی تھی لیکے روبرو جناب پیش امام صاحب مذکور کتاب **غایۃ الاوطار** ترجمہ اردو در المختار لیکر آن پہونچے اور بڑے شد و مد سے عبارت کتاب غایۃ الاوطار کی پڑہنے لگے۔ اور بڑے ایک دہوم دہام سے کہنے لگے کہ یہ مسئلہ تو متفق علیہ ہے کہ دعا مانگنا **دو خطبونکے مابین** جلسہ مین حرام ہے تب آپسے کہا گیا کہ مترجم اس کتاب کا پکا **وہابی** تھا لہذا یہ قول نزد اہل سنت قابل تسلیم ہو نہین سکتا کیونکہ خلاف حدیث و فقہ کے ہے پر جناب پیش امام صاحب کہان مانتے اسی لکیر کے فقیر بنے رہے اسپر طرہ یہ کہ آپسے دو تین بار اس بارہ مین تقریر کی گئی تو آپ کی ذات شریف کو قائل ہوتے بھی دیر نہ لگی اور جلسہ مابین الخطبتین مین دونون ہاتھ اٹھا کے دعا مانگنے کی مسنونیت کو تسلیم کرنا ہی پڑا اور جناب پیش امام صاحب مذکور کبھی مصلحت جانکر دعا مانگ بھی لئے تھے اور اپنے حواریون کے نزدیک بڑے ایک کر و فر سے کہتے کہ خطبہ ثانی مین عصا تو ہاتھ مین لونگا مگر جلسہ مابین الخطبتین مین ہاتھ اٹھا کے دعا تو ہرگز ہرگز نہ مانگونگا اگر ہزار ہا کتابون سے ثابت ہو تو بھی مین ہرگز قبول نکرونگا۔ پس بندہ کمترین نے مختلف جا استفتار روانہ کئے چند روز مین ادہر ادہر سے فتوے آپہونچے اور عاجز نے ہر چند بکرات و مرات وعظ مین بیان کیا پر جناب پیش امام صاحب مذکور نے کچھ اس بیان سے حظ نہ اٹھایا بلکہ الٹے بھی چند الہابات کے تنگ کرنیسے ایک رسالہ تصنیف کیا اسمین جلسہ مابین الخطبتین مین دعا مانگنے کا مسنون ہونا اور دعا کے وقت ہاتھ اٹھانا مع دیگر مسائل بڑے وضاحت کے ساتھ ثابت کیا اور رسالہ مذکورہ اختتام کو پہونچنے کے بعد یہ خیال گذرا کہ رسالہ طبع کرانے مین کچھہ توقف کیا جائے کیونکہ پیش امام صاحب کے بندہ کے ساتھ محبت سے کہین جناب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد بے حد اللہ الذی ہو خالق اللیل والنہار والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ المحمود الحبیب المختار وعلی آلہ واصحابہ الابرار الاخیار **اما بعد** بندہ خاکسار ذرہ بے مقدار مسکین **سید حیدر شاہ قادری** الحنفی عفی عنہ ساکن کچہ بہوج المعروف پیر سیہر والہ نزیل اوٹکمند حال وارد بیل کنو معروض پرداز ہے کہ یہ حقیر ۲ محرم الحرام ۱۳۱۴ھ ہجری شب یکشنبہ کو ۹ بجے معسکر بنگلور سے روانہ ہوکر بروز یکشنبہ ۲۳ محرم کو ۱۰ بجے اوٹکمند مین داخل ہوا بوجہ علالت طبع ۲۸ محرم کو برائے نماز جمعہ جامع کو جا نہ سکا ۵ صفر تک بندہ کی طبیعت بخوبی درست ہوگئی نماز جمعہ کے لیے جامع کو گیا تو کیا دیکھا کہ جناب پیش امام میر محمد یحیی صاحب ابن جناب میر محمد عبد اللہ صاحب علیہ الرحمۃ کو جلسہ ما بین الخطبتین مین ہاتھ اٹھا کے دعا مانگتے نہ دیکھا تب عاجز کو تعجب ہوا کہ یہ فعل تو مسنون ہے کتب حدیث وفقہ سے خوب ثابت ہے پھر جناب پیش امام صاحب نے کیون ترک کیا اور یہ بھی دیکھا گیا کہ پیش امام صاحب مذکور نے خطبہ ثانی مین عصا بھی نہ اٹھائے تب اس حقیر نے اشارہ بھی کیا پر آپ نے خیال نہ فرمایا اسوقت عاجز کو یہ خیال گذرا کہ شاید جناب پیش امام صاحب کو فراموشی نے چہرہ دکھایا ہوگا۔ کوئی وقت آپ کو اس امر سے آگاہ کیا جاوے تو بہتر ہے پس اسی شب ۶ صفر کو بندہ کے مکان پر روبرو جناب حاجی قاسم سیٹھ صاحب کے پیش امام صاحب کو طلب کرکے فہمایش کیگئی اور کہا

ہوتی ہے اور بوقت دعا ہاتھ اٹھانا باحادیث نبویہ علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ ثابت
ہے اور جو امر کہ حدیث رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا سے ثابت ہو وہ سنت ہے پس اسکے
دو شکلیں میں جاننا چاہیئے کہ بشکل اول یہ نتیجہ برآمد ہوا کہ جلسہ مابین الخطبتین میں ہاتھ اٹھا
کے دعا مانگنا سنت ہے اس دلیل کا کبریٰ تو علی وجہ البداہت ہے اسکے ثابت کرنے کی کوئی ضرورت
نہیں ہر شخص جانتا ہے کہ جو بحدیث مصطفوی ثابت ہو وہ مسنون ہے رہا اس دلیل کا صغریٰ
البتہ اسکا ثبوت حدیث شریف سے امر ضروری ہے تاکہ نتیجہ مذکورہ بخوبی متحقق اور
پایۂ ثبوت کو پہونچ جائے پس صغریٰ کے ثبوت کیلئے دو باتیں ضروری ہیں اول یہ کہ
حدیث شریف سے ثابت کر دیا جائے کہ جلسہ مابین الخطبتین کا منجملہ اُن اوقات کے ہے جنمیں
دعای داعی مقبول جناب باری ہوتی ہے دوسرے یہ کہ بوقت دعا ہاتھ اٹھانا حدیث
نبوی سے ثابت ہے اور جب یہ دونوں باتیں باحادیث نبویہ علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ مثبت
ہو جائینگی تو صغریٰ مع بداہتہ کبریٰ منتج بنتیجۂ مذکورہ بالا ہوگا کما لا یخفی علی من لہ ذہن سلیم
و فہم مستقیم ثبوت امر اول کے لئے استدلال من احادیث نبویہ قائم کیا جاتا ہے ابوداود
جو کہ صحاح ستہ میں معتبر کتاب ہے اسمیں یہ حدیث مسطور ہے عن ابی بردۃ بن ابی موسیٰ
الاشعری قال قال لی عبد اللہ بن عمر اسمعت اباک یحدث عن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فی شان الجمعۃ یعنی الساعۃ قال قلت نعم سمعتہ یقول سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ھی ما بین ان یجلس الامام الی ان تقضی الصلوٰۃ
قال ابوداود یعنی علی المنبر یعنے ابوبردہ بن ابوموسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ مجھسے عبد اللہ
بن عمر نے کہا کیا سنا تو نے اپنے باپ سے کہ وہ حدیث بیان کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے جمعہ کی شان میں مراد لیتا ہے وہ اس ساعت کو کہ جسمیں دعا قبول ہوتی ہے۔ کہا
ابوبردہ نے کہ ہاں سنا میں نے اپنے باپ ابوموسیٰ اشعری سے کہتے تھے وہ کہ سنا
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کہ وہ

پیش امام صاحب کو یہ خیال نہ گذرے کہ رسالہ کا طبع ہونا باعث میری بدنامی کا ہوا بس تھوڑے
روز مین جناب پیش امام صاحب کو بھی اس مسئلہ کی تحقیق ہوجائیگی کہ جلسہ ما بین الخطبتین
مین دونون ہاتھ اوٹھا کے دعا مانگنا سنت ہے اور ہمارے کتب معتبرہ و مستندہ سے
ثابت ہے اور اگرچہ جناب پیش امام صاحب دعا مانگا کرین گے تو فی الحال رسالہ طبع کرانے
کی کچھہ ضرورت نہین ہمی جاکر دیکھا جائیگا۔ پس آجتک انتظار کیا گیا کہ جناب پیش امام صاحب
جلسہ ما بین الخطبتین مین دونون ہاتھ اٹھا کے دعا مانگین گے پر جناب پیش امام صاحب
دعا جلسہ ما بین الخطبتین مین دونون ہاتھ اُٹھا کے کیون مانگنے لگے کہ آپ کو کل
جدید لذیذ کی چاٹ لگی ہے وہ رسی کے گھاٹ پر کیون آنے لگے اور اپنی ضد
کیون چھوڑنے لگے مصرع جو ضد پر ہو تو ایسا ہو جو اڑیہ ہو تو ایسا ہو۔ پس بندہ نے
چندروز کے پیشتر حرمین الشریفین زادہما اللہ تعالی شرفاً وتعظیماً کو استفتا روانہ کیا
ہنوز جواب نہین آیا لہذا وہ رسالہ طبع کرانے مین توقف ہوا حرمین الشریفین سے
فتوے آنے کے بعد وہ رسالہ طبع کراکے ہدیہ ناظرین کیا جائیگا کامل رد عبارت غایۃ الاوطار کا
اسمین مسطور ہے مع دیگر مسائل کے اور یہ چند اوراق مختصراً برائے اطمینان احباب وفہمایش
جناب پیش امام صاحب ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے اور نام اس رسالہ کا الجزء الاول من
اثبات سنۃ الدعاء مع رفع الیدین فی جلسۃ الخطیب ما بین الخطبتین
رکھا گیا خداوند تقدس وتعالی اپنے حبیب صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے طفیل سے
اور جناب غوث پاک رضی اللہ تعالی عنہ کی برکت سے یہہ رسالہ نافع مقبول طبع ہر خاص عام
کرے آمین ثم آمین اور ناظرین اس رسالہ مین کہین سہو یا خطا دیکھین تو قلم اصلاح
سے ممنون فرماکر راقم کو دعای خیر سے یاد کرین وما توفیقی الا باللہ علیہ
توکلت والیہ انیب جاننا چاہئے کہ جلسہ ما بین الخطبتین مین دونون ہاتھ اٹھا کے دعا
مانگنا مسنون ہے کیونکہ جلسہ ما بین الخطبتین کا منجملہ اون اوقات کے ہونا جنمین دعا قبول

جلسہ کرنیکے وقت سے تا انقضار صلوۃ ساعت الاجابت ہی تو اس محدود وقت کے اجزا
بالضرور وقت مقبولیت دعا کے مصداق ٹھہرے پس ثابت ہوگیا کہ جلسہ بین الخطبتین کا
دعا کے قبول ہونیکا وقت ہی چنانچہ شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے کتنے اوقات اجابت
دعا سے شمار فرمائے ہین ایک انمین سے جلسہ کرنے خطیب کو درمیان خطبتین تحریر کیا
العاشر ما بین خروج الامام الی ان تقام الصلوۃ الحادی عشر ما بین ان یجلس
الامام علی المنبر الی ان تقضی الصلوۃ الثانی عشر ما بین اول الخطبۃ والفراغ
منہا الثالث عشر عند الجلوس بین الخطبتین انتہی پس واضح ہو کہ جلسہ بین
الخطبتین کا ایک جز وقت محدود و مشروع کا ہے اور جبکہ جز ٹھہرا تو اب وہ بالضرور
مقبولیت دعا کے وقت کا مصداق ہوا پس ہم بے تامل کہین گے کہ جلسہ بین الخطبتین
کا ایسا وقت ہی جسمین دعا قبول ہوتی ہے اور چونکہ جلسہ مذکورہ مین امام بیٹھ
جاتا ہے تو سب کو چاہیئے کہ دعا بلسان مقال مانگین اور جبکہ امام خطبہ پڑھتا ہے تو
چونکہ وہ وقت بھی ساعت مقبولہ کا جز ہے لہذا اوسوقت بلسان حال صرف
دل ہی دلمین دعا مانگین اور نماز مین امام کی دعا کل امت محمدیؐ کے لئے شامل ہے
اس صورت مین جمیع اجزا وقت محدود و مشروع کے دعا سے خالی نہ رہے
اور یہ جو ہمنے کہا کہ خطبہ پڑہنے کی حالت مین لوگ دل ہی دل مین دعا مانگین اس
لئے کہ خطبہ کا سننا فرض ہے اور وہ وقت بھی ساعت الاجابت کا جز ہے لہذا دل
ہی دل مین دعا مانگنی چاہیئے ہان امام کے جلسہ کی حالت مین چونکہ قرأت خطبہ کی
نہین ہے اور وہ وقت بھی ساعت الاجابت کا جز ہے لہذا زبان سے دعا مانگنے
مین کچھ مزاحمت نہین ہے خلاصہ یہ کہ درصورت قرأت خطبہ دعا بلسان حال
اور در حالت جلسہ مذکورہ بلسان مقال دعا مانگین کما ھو الظاہر قال المحب
الطبری اصح الاحادیث فیہا حدیث ابی موسی الاشعری وھو

ساعت جسمین دعا قبول ہوتی ہے درمیان اسکے ہی کہ بیٹھے امام یہان تک کہ ادا کیجائے
نماز ابو داؤد نے کہا کہ بیٹھنا امام کا منبر پر مراد ہے غرض جبکہ امام منبر پر خطبہ کے
لئے بیٹھتا ہے اسوقت سے تا ادائے نماز مقبولیت دعا کا وقت ہی وہی ساعت الاجابت
ہی اور مسلم شریف مین بروایت ابوموسی اشعری حدیث منقول ہے کہ جمعہ کے دن وہ ساعت
جسمین دعا قبول ہوتی ہے وہ ما بین ان یجلس الامام الی ان تقضی الصلوۃ ہی یعنے
جسوقت امام خطبہ مین بیٹھے تا انقضاء صلوۃ ساعت الاجابت ہی اور امام نووی رح نے
شرح مسلم شریف مین فرمایا والصحیح بل الصواب الذی لا یجوز غیرہ ما ثبت فی صحیح مسلم
من حدیث ابی موسی الاشعری یعنے صحیح بلکہ صواب ایسا کہ نہین جائز ہے غیر اوسکا وہی
ساعت الاجابت ہی جو کہ صحیح مسلم مین بروایت ابوموسی اشعری ثابت ہی حاصل یہ ہے کہ صحیح
اور ٹھیک دعا قبول ہونیکا وہی وقت ہی کہ جب بیٹھے امام خطبہ کے لئے اسوقت سے تا ادائے
نماز ساعت الاجابت ہی دیکھئے بعض لوگ اسوقت دعا مانگنے سے انکار کرتے ہین حالانکہ انکے
پاس کوئی دلیل نہین انکی حالت پر ضلالت پر افسوس ہے کہ جو امر یہ احادیث نبویہ ثابت
ہووے اس سے بیزار ہوکر قہر جبار منظور کرتے ہین نہ معلوم ان جہلون کو دعا سے
کیون نفرت ہوگئی کیا ان وہابیون کو تاثیرات دعا مین مثل نیچریون کے کلام
ہے دیکھئے حدیث مسلم شریف و شرح امام نووی و ابوداؤد کی صراحۃً دلالت کرتی ہے
کہ مابین بیٹھنے امام کے خطبہ مین تا انقضاء صلوۃ ساعت الاجابت ہی دعا قبول ہونے کی
یہی گھڑی ہے یہی وقت ہے مقبولیت دعا کا تو اسوقت محدود کے جسقدر اجزا ہین
کل وقت مقبولیت دعا کے مصداق ہین کیونکہ اطلاق علی الکل اطلاق علی الجزء کو مستلزم
ہے اور یہہ تو بدیہی امر ہے کہ کل پر اطلاق نہوگا تاوقتیکہ پہلے اجزا پر اطلاق نہولیگا اور
جبکہ اجزا پر پہلے بحیثیت مجموعی اطلاق آئیگا اسوقت کہین گے کہ اب اطلاق علی الکل
صحیح اور درست ہوگیا پس ہم کہتے ہین جبکہ حدیث سے ثابت ہوگیا کہ امام کے منبر پر

سرا لما فی الجہر من التشویش علی بعضہم ولان الاسرار ہو الافضل فی الدعاء
لعارض انتہی یعنے علامہ ابن حجر سے پوچھا گیا کہ جب خطیب دو خطبون کے بیچ مین جلسہ کرتا
ہی تو اس کے جلسہ کرنے کے وقت دعا یا قرأت کسی سورہ کی کہا اوس کے واسطے مستحب ہی یا
نہین اور حاضرین کے لیے قرأت یا دعا یا درود شریف بلند آواز سے پڑہنا سنت ہی
یا نہین پس علامہ مذکور نے جواب دیا کہ جواب یہ ہی کہ تحقیق سنت ہی واسطے اسکے
پڑہنا قل ہو اللہ احد کا اور عباب کی شرح مین کہا مین نے کہ کسی عالم کو نہین دیکھا مین
نے کہ خاص سورہ قل ہو اللہ احد پڑہنے کو سنت لکھا ہو تو اس کلام کی اسطرح توجیہ کیجاتی
کہ تحقیق جلسہ بین الخطبتین مین قرآن شریف سے کسیقدر پڑہنا سنت ہی جیسا کہ دلالت
کرتی ہے اوپر اس کے روایت ابن حبان کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
جلسہ بین الخطبتین مین کسی قدر کتاب اللہ سے پڑہا کرتے تہے پس جبکہ ثابت ہو گیا کہ جلسہ
مذکورہ مین شیء من القرآن پڑہنا سنت ہے تو اب سورہ اخلاص کا پڑہنا اولی
ہوگا اس کے غیر سے کیونکہ سورہ اخلاص کی فضیلت اور ثواب زیادہ ہے۔
قاضی نے کہا کہ اس جلسہ ما بین الخطبتین مین دعا قبول ہوتی ہے پس حاضرین کو چاہیے
کہ دعا مین مشغول ہوین کیونکہ ثابت ہو چکا ہی کہ اسوقت دعا قبول کیجاتی ہے
اور جبکہ مشغول ہوین دعا مین پس اولی یہ ہے آہستہ دعا مانگین کیونکہ در صورت
جہر بعضون کو تشویش ہوگی اور آہستہ دعا مانگنا دعا بالجہر سے افضل ہے اور علامہ
مذکور نے اسی کتاب مین تحریر فرمایا ہے سئل ہل یرفع الیدین فیہ فاجاب
رفع الیدین سنۃ فی کل دعاء خارج الصلوۃ للاتباع رواہ الشیخان
وغیرہما من طرق کثیرۃ صحیحۃ فی عدۃ مواطن انتہی یعنے پھر
علامہ مذکور سے سوال کیا گیا کہ جلسہ بین الخطبتین مین دونون ہاتھ اٹھاوے
یا نہین پس جواب دیا کہ اٹھانا دونون ہاتھ کا سنت ہے بیچ ہر دعا کے جو کہ

مابین ان یجلس الامام الیٰ ان تقضی الصلوٰۃ الخ یعنے محب طبری نے کہا کہ ساعۃ
الاجابت کی تعیین مین جسقدر حدیثین وارد ہین سب مین اصح یعنے زیادہ صحیح حدیث
ابوموسیٰ اشعری کی ہے وہ یعنے ساعت الاجابت امام کے منبر پر بیٹھنے کے وقت سے
نماز کے پورے ہونے تک ہے غرض اکثر علماء نے اسیکو اصح قرار دیا ہے انشاء اللہ تعالےٰ
اور بھی زیادہ وضاحت کے ساتھ اس رسالہ کے باقیماندہ حصّون مین تحریر کرین گے
فانتظرہ اب ایک اور حدیث بیان کیجاتی ہے جس سے یہ ثابت ہے کہ خود جناب
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلسہ مابین الخطبتین مین کسقدر کتاب اللہ سے
پڑہتے تھے کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقرء فی جلوسہ من کتاب اللہ تعالےٰ
رواہ ابن حبّان یعنے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلسہ بین الخطبتین مین
کسیقدر کتاب اللہ سے پڑہا کرتے تھے روایت کیا اسکو ابن حبان نے اور علامہ ابن
حجر ہیثمی شافعی نے اپنے فتوے مین تحریر فرمایا ہے سئل عما اذا جلس الخطیب بین
الخطبتین ھل یستحب له فی جلوسه دعاءً او قراءۃً اولا وھل یسن
للحاضرین حینئذ ان یشتغلوا بقراءۃ اودعاءٍ او صلوۃٍ علی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم برفع الصوت اولا فاجاب ذکر فی العباب انه یسن
له قراءۃ قل ھو اللہ احد وقلت فی شرحه لم ار من تعرض لندبھا
بخصوصھا ویوجه بان السنة قراءۃ شیئٍ من القرآن فیه کما یدل
علیه روایۃ ابن حبّان کان النبی صلی اللہ علیه وسلم یقرء فی جلوسه
من کتاب اللہ تعالیٰ فاذا ثبت بان السنّة ذلك فھی اولی من
غیرھا لمزید ثوابھا وفضائلھا وخصوصیتھا قال القاضی والدعاء
فی ھذہ الجلسة مستجاب فعلیه فللحاضرین ان یشتغلوا بالدعاء
لما تقرر انه مستجاب حینئذ واذا اشتغلوا بالدعاء فالاولیٰ ان یکون

ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ربکم حی کریم
یستحیی من عبدہ اذا رفع یدیہ ان یردھما صفرا یعنے فرمایا حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے کہ تمہارا پروردگار زندہ ہے بخشش کرنیوالا ہے جب بندہ دعا
مین دونون ہاتھ اوٹھاتا ہے تو شرماتا ہے حق تعالے جل شانہ اس بات سے
کہ پھیر دے اسکو خالی ہاتھ۔ پس ناظرین ملاحظہ فرمائین کہ یہ فعل رفع الیدین بوقت
دعا موجب عجز و باعث انکسار ہے بدین لحاظ پروردگار پاک کو یہ فعل بہت
پسند ہے کہ میرا بندہ میرے سامنے ہاتھ پسارتا ہے اور بہ الحاح تمام سوال کرتا ہے
تو بھلا مین اسکو خالی ہاتھ کیسے پھیرون اور ہر دعا خارج نماز کے لئے ہاتھ کا اٹھانا
شرط اجابت ہے چنانچہ حضرت سید جلال الدین صاحب المعروف بہ مخدوم جہانیان
جہان گشت رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے ملفوظات مین مسطور ہے شرط استجابت
الدعاء ان یرفع الداعی یدیہ حتی یبدی ضبعیہ یعنے قبولیت دعا کی
یہ شرط ہے کہ دعا کرنیوالا اپنے دونون ہاتھ اٹھاوے یہانتک کہ کشادہ کرے
اپنے دونون بغلون کو اور راقم الحروف کے ذہن مین ایک یہ بات گذرتی
ہے کہ جب ہاتھ اٹھانا مستلزم عجز و موجب نزول رحمت الہی ٹھہرا اور شرط
قبولیت دعا کا ہوا تو جو لوگ عمدا دعا کے وقت ہاتھ نہین اٹھاتے فی الحقیقت
انکی اس حرکت سے تکبر و نخوت کی صورت پائی جاتی ہے گویا اس شخص کو
خداوند تعالی کے سامنے جو سب کا خالق ہے ہاتھ پسارنے اور اس سے بعجز و الحاح کچھ
مانگنے کی ضرورت و حاجت ہی نہین لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ اجی جناب انسان
تو ہر حال اور ہر آن مین محتاج عنایت ہائے رب العالمین کا ہے اپنے خالق سے
سرکشی اور خودسری کر کے کہان ٹھکانا لیگا اور خداوند تعالی سے روگردان ہوکر کہان
بھاگیگا۔ پس ایماندارون کو لازم اور ضروری ہے کہ تکبر کا شائبہ کسی نوع کا نہ آنے

خارج الصلوۃ ہووے (یعنے جو دعا کہ خارج نماز کے ہووے تو بوقت
دعا کے ہاتھ اٹھانا سنت ہے) اور دعا کے وقت ہاتھ اٹھانا بخاری اور مسلم
وغیرہما نے طرق کثیرہ سے بہیرے جگہ بیان کیا ہی۔ پس واضح ہو کہ علامۂ ابن
حجر شافعیؒ کی عبارت سے یہ امر خوب ثابت ہوگیا کہ جلسہ مابین الخطبتین مین
دعا مانگنی چاہیئے تو امر مذکور سے یہ نتیجہ بر آمد ہوا کہ مذہب حنفی اور شافعی
دونون مین دعا مابین الخطبتین کے جلسہ مین مسنون ہے آگے اور بہی کتب
فقہ کا حوالہ دیا جاویگا فانتظر اور ترمذی شریف مین یہ حدیث مسطور ہے
عن عمر بن الخطابؓ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا رفع
یدیہ فی الدعاء لم یحطہما حتی یمسح بہما وجہہ یعنے حضرت عمر رضہ
سے روایت ہی کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب بوقت دعا اپنا ہاتھ اٹھاتے
تو نہ رکھتے اونکو یہان تک کہ مسح کرلیتے دونون ہاتھ سے مونہہ مبارک اپنا
وقال فی المرقات لم یحطہما ای لم یضعہما حتی یمسح بہما وجہہ وقال ابن الملک
وذلک علی سبیل التفاؤل فکان کفیہ قد تملاء منہ البرکات السماویہ
والانوار الالٰہیۃ یعنے نہ رکھتے تہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونون ہاتھ کو یہان
تک کہ اپنے چہرۂ مبارک پر ہاتھ سے مسح کرلیتے ابن الملک نے کہا یہ باعتبار تفاؤل
کے تہا ایس آپ کے دونون ہتیلیان برکات سماویہ اور انوار الٰہیہ سے پر ہوجاتی
مین تو آپ اسکو مونہہ پر مسح کرلیا کرتے تہے پس اس حدیث سے بہی آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا بوقت دعا کے ہاتہ اوٹہانا اور ہاتہون کو چہرۂ انور پر مل لینا ثابت
ہوا اگر اس حدیث شریف کو جو مثل آفتاب کے روشن ہے کوئی کور باطن تسلیم نکرے
تو یہ شعر اس کے حسب حال ہے ؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ؛ چشمۂ آفتاب
راچہ گناہ ۔ اور ابوداود مین بروایت سلمان فارسی رضہ یہ حدیث شریف مسطور

مین کہ امام بیٹھتا ہے دعا بطریق اولی جائز ہوگی خاص کر صحیح حدیثون مین آیا ہے کہ جس ساعت مین دعا قبول ہوتی ہے وہ امام کے خطبہ مین بیٹھنے کے وقت نماز کے پورے ہونے تک ہے جیسا کہ صحیح ہوا ہے مسلم شریف مین اور یقین کیا ہے امام نووی نے مسلم کی شرح مین اور کہا کہ یہی صواب ہے پس جاننا چاہیے کہ بیچ وقت بیٹھنے کے ظاہر الروایات مین متعارض آیتہ کے وارد ہے جیسا مجتبی وغیرہ مین ہے ربنا آتنا فی الدنیا الی آخرہ ساتھہ دعا یہ معنے کے پڑہے کہ عمل اوپر ظاہر الروایات اور احادیث صحیحہ کے ہوجاے اور اگر ہاتھہ اوٹھا کر پڑہے موافقت طریقہ دعا کے کہ حدیثون مین آیا ہے واقع ہوگی اور بعض بزرگون کا ہے اور در المختار مین ہے فیرفعہا کالدعاء یس اٹھاوے دونون ہاتھہ نزدیک صفا مروہ کے جسطرح کہ دعا کے وقت ہاتھہ اٹھاتے ہین اسی کتاب کے حاشیہ رد المحتار مین ہے قولہ کالدعاء ای کما یرفعہا لمطلق الدعاء فی سائر الامکنۃ والازمنۃ علی طبق ما وردت بہ السنۃ قول اسکا مانند دعا کے یعنے جیسا کہ اٹھاتے ہین دونون ہاتھہ مطلق دعا کیوقت ہر مکان اور ہر زمان مین اوپر مطابقت اس امر کے کہ وارد ہوی ہے حدیث شریف ساتھہ اس کے یعنے کسی مکان کی یا کسی زمان کی تخصیص نہین بلکہ ہر زمان و ہر مکان مین جب کبھی دعا مانگے تو ہاتھہ اٹھاوے کیونکہ احادیث سے یہ امر ثابت ہے اور شامی وہ کتاب ہے جسکو شرقا و غربا تمامی علما حنفی المذہب تسلیم کرتے ہین اور نہایت مستند و معتمد تصور کرتے ہین ہم نے اپنے دعوے کے ثبوت مین عبارت درمختار اور شامی کی تسطیر کی پس معلوم ہو گیا کہ ماتن و محشی دونون کی عبارت دلالت کرتی ہے کہ مابین الخطبتین کے جلسہ مین مع رفع الیدین دعا مانگنا طریقہ مسنونہ ہے کما ھو الظاھر پس مترجم ترجمہ

دین اور ہاتھ اٹھا کر جو کہ صورت انکسار اور شرط اجابت ہے دعا مانگا کرین
خود جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے تھے تو پھر ہم
لوگ کس شمار مین ہین۔ غیر مقلدان وہابیون کے حال پرضلال پر بکمال افسوس ہے
کہ جو امر باحادیث صحاح ستہ ثابت ہوا سپر تو عمل نہ کرین اور محض دلکی تراش
خراش کی پیروی کرین استغفر اللہ تعالیٰ پس کالشمس فی نصف النہار باحادیث
نبویہ ثابت ہو چکا کہ جلسہ ما بین الخطبتین مین ہاتھ اوٹھا کر دعا مانگنا سنت ہے
بلا انکار ما سمین انکار کرنا بیکار ہے کما لا یخفی علی من لہ ادنی بصیرۃ۔
اب ہم بعض کتب فقہ کی عبارت پیش کرتے ہین جو ہمارے دعوی کے ثبوت
کی بوجہ الاکمل تائید کرتی ہے وھو ھذا علامہ دہر فہامہ عصر استاذ الاساتذہ
مولٰنا مولوی میان حامد صاحب علیہ الرحمۃ کتاب سراج المومنین کی جلد چہارم
مین مفتاح الصلوٰۃ سے تحریر فرماتے ہین۔ چون در وقت سکوت امام یعنی قبل از
شروع تسبیح وذکر وقرأت بروایت صحیحہ جائز ست درمیان دو خطبہ کہ امام نشیند
دعا بطریق اولیٰ جائز خواہد بود وعلی الخصوص در احادیث صحیحہ آمدہ کہ ساعت الاجابۃ
ما بین ان یجلس الامام فی الخطبۃ الی ان یقضی الصلوٰۃ کما صح
فی صحیح مسلم وجزم بہ الامام النووی فی شرح للمسلم وقال ھو الصواب
پس باید دانست کہ در وقت جلوس کہ در ظاہر الروایۃ مقدار سہ آیہ وارد ست
کما فی المجتبیٰ وغیرہ ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ
وقنا عذاب النار بر عایتہ معنی بخواند کہ عمل بظاہر الروایۃ واحادیث صحیحہ واقع گردد
واگر دست برداشتہ بخواند موافق طریقہ دعا کہ در احادیث است واقع گردد
وعمل بزرگان ہست انتہی یعنے جبکہ بیچ وقت سکوت امام کے یعنی قبل شروع کے
تسبیح اور ذکر اور قرأت بروایۃ صحیحہ جائز ہے تو دونون خطبون کے درمیان

قولہ ابوداؤد مین حضرت ابن عمرؓ سے الخ **اقول** بس جی بس علوم
شد یہی تحقیق ہے افسوس ہے آپ کی حدیث دانی ولیاقت
علمی پر ای جناب جلسہ بین الخطبتین مین کلام نکرتے تہے اس کے یہ معنی ہین
کہ دنیا کی باتین نکرتے تہے یہان ذکر وقرأت ودعا کی نفی مقصود
نہین ہم بہی کہتے ہین کہ جلسہ مذکورہ مین بلاشبہ کلام دنیا ناجائز ہے
کیون صاحب بس اسی تدقیق کا آپ نے وعدہ کیا تہا کہ حدیث بہی
نقل کی اس کے معنے غلط سمجہ گئے کچہہ ابن حبان کی روایت کی بہی آپکو
خبر ہے کہ جلسہ بین الخطبتین مین خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرأت
من القرآن کرتے تہے پہر اگر ابوداؤد مین مطلق کلام کی نفی مراد لیجائے
جسطرح آپکو وہم پڑا ہے تو دونو حدیثون مین تعارض وتخالف لازم
آئیگا اور بفحوائے اذا تعارضا تساقطا عمل دونون پہ غیر ممکن ہوگا
پس لازم ہے کہ ایسے معنے کئے جائین جسکی وجہ سے تعارض وتخالف
بین الحدیثین مرتفع ہو جائے اور عمل کرنیکی صورت متحقق ہو جائے اور تطبیق
بہی تام جلوہ پذیر ہوے وہ یہ ہے کہ دنیا کی باتین آپ نکرتے تہے
ابوداؤد کی روایت مین مطلق کلام کی نفی نہین ہے صرف کلام دنیا کی
نفی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذکر الہی یا کسی قدر قرآن مجید
سے پڑہ لیا کرتے تہے جیسا کہ ابن حبان کی روایت دال ہے اب دیکھئے
دونون حدیثون پر عمل ہو گیا۔ چنانچہ صاحب مرقاۃ الصعود شرح
ابوداؤد مین اس حدیث کی ذیل مین لکہا ولا یتکلم ای حال
جلوسہ بغیر الذکر والدعاء والقراءۃ سرا ولا ولی القراءۃ
ابن حبان کان یقرء فی جلوسہ کتاب اللہ تعالی ولا

اردو در المختار کے خبط کو اور ہمارے مخاطب پیش امام میر محمد
یحییٰ صاحب کی بے سمجھی کو تو ناظرین رسالہ ہذا ملاحظہ فرمائین کہ مترجم
نے اور ایسی شائین باتین ایک کر ایک مغلول تحریر فائدہ مین درج
کردی ہے اسکو ماتن کی عبارت سے لگاؤ نہ فی نفسہ دلیل مین قوۃ
اسے ہمارے مخاطب پیش امام صاحب بیچارے سادہ لوح کالوحی من
السماء مبرا از خلل و خطا سمجھ بیٹھے ہین سچ ہے کہ یہ بیچارے تو سکھ
ہین انہون کو اگر علم سے علاقہ ہو تو عبارت کا کچھ مطلب سمجھین گے
اور قوی و ضعیف مین تمیز کرین گے پس اوس تحریر پُر تزویر کو ہم
قولہ قولہ کرکے درج کرتے ہین اور اسکا رد بحذافیرہ کئے دیتے ہین اور
مترجم کا مکر و زور اور پیش امام صاحب کی سمجھ کا فتور ظاہر کرکے ہدیہ
ناظرین کرتے ہین **قولہ تنبیہ** عـہ آجکل یہ دستور الخ **اقول**
ع نالہ بلبل شیدا تو سنا ہنس ہنس کر اب جگر تھام کے بیٹھو
مری باری آئی آپ کہتے ہین کہ دستور ہو رہا ہے کیا خوب
دستور ہے یعنی دار دای صاحب جلسہ مذکورہ مین ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا
طریق مسنون ہے کیونکہ یہ امر احادیث قویہ سے ثابت ہے جیسا کہ احادیث
صحیحہ مرقومہ بالا صاف صاف دلالت کرتے ہین پھر دستور کس
جانور کا نام ہے ذرا ہوش کی دوا کیجیے کہین خلل دماغ بڑھ نہ جاے
اور یہ جواب فرماتے ہین کہ اسکی تحقیق مناسب معلوم ہوتی ہے تو
ہم بھی دیکھتے ہین کہ آپ صرف شیخی بگھارتے ہین یا کوئی صورت
تحقیق خیز تحریر مین لاتے ہین۔ بقول شخصے ہاتھ کنگن کو آرسی
کیا ہے معلوم ہوا جاتا ہے کہ آپ کی تحقیق کس درجہ کی ہے

ہی نہین چلے تحقیق کرنے ۔ بس جی بس ہنسے دیجیئے آپ کی تحقیق معلوم ہوگئی مصرع بس ہو چکی نماز مصلے اٹھائیے ۔ ہم تو جانتے تھے کہ آپ کچھہ تدقیق کرین گے اور کوئی دلیل عمدہ پیش کرین گے لیکن آپ سے کچھہ نہو سکا اور آپ نے ذراسی عبارت تحریر کرکے گویا اپنی قلعی خود کھول دی شعر بہت شور سنتے تھے پہلو مین دل کا ؛ جو چیرا تو یک قطرۂ خون نہ نکلا ۔ ذرا نیند غفلت گوش مدہوش سے علاحدہ کیجیے اور سغنانی کے مقولہ کا مطلب سنیے کہ اثنار خطبہ مین ہاتھ نہ اٹھائے بہت درست و بجا ہے دونون خطبے پڑہنے کی حالت مین کون بیوقوف ہاتہہ اوٹھانے کے لیے کہتا ہے حالت مذکورہ مین تو کلام ہی نہین اسے صاحب کلام تو اسمین ہے کہ جلسہ بین الخطبتین مین ہاتہہ اٹھا کے دعا مانگنا درست ہے یا نہین اثنار خطبہ کا تو ذکر ہی نہین پھر آپ بغیر سوچے سمجھے کیون غت ربود کیے دیتے ہین اور ایسی بے تکی کیون ہانکتے ہین اور بے بیر کی کیون اڑاتے ہین جو اہل علم تو کیا بلکہ ادنی درجہ کے طلبا بھی آپکی کم فہمی پر قہقہہ اڑائین قولہ اور جامع الخطیب مین الخ اقول واہ بہ خوش اجی جناب آپ ترجمہ بھی کرنا جانتے ہین یا کچھہ مطلب بھی سمجھتے ہین یہ جو لفظ (مین) آپکی تحریر مین ہے آپ ذرا تامل نہین کرتے کہ ہندوستان کا ایک طفل مکتب بھی کہدیگا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اثنار قرأت خطبہ مین ہاتہہ نہ اٹھائے آپ یہ کیسے سمجھہ بیٹھے کہ جلسہ مین ہاتہہ اوٹھانا ممنوع ہے عبارت جامع الخطیب سے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اثنار خطبہ مین فعل مذکور ممنوع ہے ۔

الاخلاص انتہی اور نہ کلام کرتے یعنے رسول مقبول صلعم اپنے
جلسہ مین بغیر ذکر یا دعا یا قرارت سری کے اور اولی قرارت ہے
واسطے روایۃ ابن حبان کے تہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پڑہتے بیچ جلسہ اپنے کے کتاب اللہ اور کہا گیا کہ اولی ہے قرارت
سورۂ اخلاص کی اب اس سے صاف نمایان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ذکر یا دعا یا قرارت من القرآن تو کرتے تہے اور سوا
اس کے اور کلام جلسہ بین الخطبتین مین نہ کرتے تہے۔ **قولہ** طحاوی
نے کہا الخ **اقول** بیشک کوئی دعاء ماثورہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے ثابت نہین یہ کون کہتا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ یہ خاص
دعا پڑہا کرو کسی نوع کی تخصیص نہین اس جلسہ مین یا ذکر الہی کرو یا استغفار
دعا مانگو یا شیء من القرآن پڑہو جسطرح کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم پڑہا کرتے تہے طحاوی نے دعاء ماثورہ کی نفی کی ہے تو ہم
کب اسکا انکار کرتے ہین **قولہ** اور شمس الائمہ سرخسی نے الخ **اقول**
مصرع دعوائے بیدلیل قبول خرد نہین۔ اجی جناب شمس الائمہ
سرخسی کا یہ قول کہ دعا کرنا اس جلسہ مین بدعت ہے قول بلادلیل ہے
بلادلیل قول کو کون تسلیم کرسکتا ہے مزید بران یہ مقولہ سرخسی احادیث
نبویہ کے مخالف ہی پہر کیا اسکو تسلیم کرکے احادیث قویہ واقوال فقہا
کا خلاف کرین یہ امر خدا تعالی آپ ہی کو نصیب کرے اور آپ کی
ہی پیروی کرنیوالون کو **قولہ** اور سغناقی نے لکہا الخ **اقول** آپکے
فہم و فراست پہ قربان واہ سبحان اللہ کیا ذکاوت ہے اسی موتہ پر
یہ تحقیق کا دعوی لاحول ولا قوۃ الا باللہ کسی کی عبارت سمجہنی

اور ملا علی قاری رحمہ نے شرح طیبی سے نقل کیا ہے کہ اولی ہے پڑھنا
قرآن کا واسطے روایۃ ابن حبان کے تھے رسول خدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم پڑھتے بیچ بیٹھنے اپنے کے کتاب اللہ اور کہا بعضو
نے کہ اولی پڑھنا سورہ اخلاص کا ہے انتہی۔ پس حضرت شیخ رحمۃ
اللہ علیہ کو شاید یہ روایت نہ پہونچی ہوگی واللہ اعلم۔ یہان تک
عبارت کتاب مظاہر الحق کی نقل کی گئی اب ہمارے مخاطب
میر یحیی صاحب اور ارباب انصاف خود ملاحظہ فرمالین گے
زیادہ تفصیل کی کچھہ ضرورت نہین **قولہ** اور یہ جو حدیث مین آیا
ہے الخ **اقول** بہلا یہ آپ نے دہوکہ دہی اور فریب بازی کا
مضمون کب سے اختیار کرلیا ہے کچھہ آپ کو آخرت کا بہی
اندیشہ ہے یا نہین دیکھیے شرح حصن حصین مین ملا علی قاری
علیہ الرحمۃ ربہ الباری کی یہ عبارت ہے فالمراد بالدعاء دعاء
الامام فی الخطبۃ والصلوۃ لشمول دعائہ الامۃ او دعاء
المامومین بلسان الحال فی مقام الطاعۃ او فی غیر حال القراءۃ
انتہی پس مراد دعا سے امام کی دعا ہے بیچ نماز کے واسطے
شامل ہونے اسکی دعا کے امت کو یا دعا مقتدیون کی ہے بلسان
حال بیچ مقام طاعۃ کے یا غیر حالت قراۃ مین یعنے جب امام خطبہ
پڑہتا ہے تو توجہ اطاعت چپکا ہو کر سنتا ہے اور بلسان حال
دل مین دعا مانگے اور غیر قراۃ کی حالت مین بہی مقتدی دعا
مانگے اب متبادر اور سیاق کلام سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ در صورت
عدم قراۃ زبان سے دعا مانگین کیونکہ بوقت جلسہ کے قراۃ

قولہ
اور یہ جو حدیث مین
آیا ہی کہ جمعہ مین ساعۃ
دعا کے قبول ہونے کی
امام کے منبر پر بیٹھنے
وقت سے ہے نماز
پورا ہونے تک
ملا علی قاری نے
حدیث کی شرح مین لکھا
کہ یہی وقت وہی کہ غیر امام کو
اسوقت مین حرام ہے
دعا مراد وہ ہے جو امام
مسلمانون کیلیے
ہے خطبہ او نماز
اندر دل مین ہے
ثابت ہوسکتا کہ اما
سننے والے جلسہ
اندر ہاتہہ اٹھاکر
مانگین ۱۲

یہ عبارت کا مطلب ہوا جس میں آپ کو وہم ہوا تھا رہا یہ امر کہ آیا یہہ
عبارت جامع الخطیب کی مدلل ہے یا نہین پس مین کہتا ہون کہ مخالف ہے
اوس حدیث شریف کی جو بخاری شریف مین بروایت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
مروی ہے بینما النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یخطب یوم الجمعۃ
اذا قام رجل فقال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھلک الکراع
وھلک الشاء فادع اللہ تعالیٰ ان یسقینا فمد یدیہ ودعاء۔
یہان سے ہویدا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اثنا خطبہ مین ہاتھ
اٹھا کے دعا مانگی۔ **قولہ** اور شیخ عبد الحق نے الخ **اقول** حدیث مسطورہ
کے ذیل مین علامہ علی قاری وغیرہ نے لکھا ہے کہ جلسہ بین الخطبتین مین آپ
کلام نکرتے اس کے یہ معنے ہین کہ ذکر الٰہی اور دعا یا قرأت شی من القرآن
کے سوای اور کچھہ کلام نکرتے یعنے ذکر یا قرأت من القرآن یا دعا تو مانگتے مگر
سوا اسکے اور کوئی بات نکرتے چنانچہ علامہ علی قاری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ مرقاۃ
شرح مشکوۃ مین علامہ طیبی حنفی رح سے نقل کرتے ہین ولا یتکلم ای حال جلوسہ
بغیر الذکر والدعاء او القراءت سرا والاولی القراءۃ لروایۃ ابن حبان
کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقراء فی جلوسہ کتاب اللہ تعالیٰ
وقیل والاولی قراءۃ الاخلاص انتھی پس مولنا شیخ عبد الحق دہلوی رح کا مقولہ
چونکہ مخالف روایت ابن حبان کے ہے مقبول نہوگا اور ترجمہ مشکوۃ المصابیح
مظاہر حق مین مولنا قطب الدین خان دہلوی رح ارقام فرماتے ہین حدیث
مذکور ... کی ذیل مین یہ جو حدیث مین آیا ہے کہ دونون خطبون کے درمیان
... مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کلام نکرتے تھے اس کلام نکرنے
کی شرح حضرت شیخ ... نے تو یہی لکھی ہے کہ جو فائدہ مین مذکور ہوا اور

قولہ

پھانسنا چاہتے ہین مصرع آفرین باد برین ہمت مردانہ تو۔
جی جناب یہہ تو فرمایئے کہ آپ نے ملا علی قاریؒ کی پوری عبارت
کا ترجمہ کیونکر نہ کیا صرف اتنا کہدیا کہ دعا سے وہ دعا مراد ہے جو
امام سب مسلمانون کے لئے خطبہ اور نماز کے اندر پڑہتا ہے اور دعا
للمومنین الخ کو عمدًا بارادہ دہوکا دہی ترک کردیا جسکا مطلب یہ ہے
کہ مقتدیمن بحالت قرأت خطبہ دل ہی دل مین دعا مانگین اور در
صورت عدم قرأۃ جلسہ مین زبان سے دعا مانگین آپ نے یہ
اسواسطے چٹ کردیا تاکہ لوگ ملا علی قاریؒ کا مطلب نہ سمجھنے پائین
اور عوام کالانعام میرے دہوکہ مین آکر چاہ وہابیت مین ڈوب
مرین یہ تو سچ فرمادیجیے کہ آپ نے یہ چال بازی وگمراہی پر
کب سے کمر باندہی ہے کچھہ خدا تعالی سے خوف اور اندیشہ عقبی
ہے یا نہین اتنی ہی حیا نہ آئی کہ اس ترجمہ کو اہل علم دیکھین گے تو میری دغابازی
و چالاکی پر آگاہ ہوکر نفرین کرین گے کیا درحقیقت مصرع بے حیا
باش ہرچہ خواہی کن۔ یہ آپ کا عمل درآمد ہے پس قرینہ سے ایسا
معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو یہ خیال تو ضرور ہوگا کہ اکثر علما کرام و طلبا
ذوی الاحترام اس اردو ترجمہ کو کیون دیکھنے لگے ہان جاہلون کے
مطالعہ سے یہ ترجمہ درالمختار کا گزرے گا اور بیچارون قسمت کے
مارون کو حقیقت حال کی کیا خبر پس وہ اس وہابیت کی جال مین
پھنس جائین گے مگر یہ خیال نہ آیا کہ کسی اہل علم کے پلے یہ کتاب پڑھ
جائین گے تو وہ مکر و فریب کے مقامات کی قلعی کہولدیگا اور دہجیان
اڑا کر رکہدیگا قولہ اور اس امر مین ۱۲۳۳ھ مین الخ اقول ہذا

خطبہ تو ہے نہین تاکہ مقتدیونکو سننا ضروری ہوتا پس بقرأۃ دعا مانگنے
مین کسی نوع کا اندیشہ نہین ہے علامہ علی قاری رح نے جو یہ عبارت تحریر
فرمائی اس سے ساعت الاجابت کا احاطہ ہوگیا تشریح وتفصیل اسکی یہ
ہے کہ خطبہ مین امام کے بیٹھنے سے نماز کے پورے ہونے تک بحیثیۃ الاستیعاب
ساعۃ الاجابۃ ہے اسوقت محدودکے جمیع اجزاء دعا کے مقبول ہونیکی
صلاحیت رکھتے ہین لہذا علامہ ملا علی قاری رح نے جمیع اجزاء محدودہ کو
استیعاب کرلیا تاکہ دعا کل اجزاء محدودہ مین متحقق ہوجائے نماز مین جو دعا
عامۃ المومنین کے لئے ہوتی ہے وہ بہی ساعۃ الاجابت مین داخل ہے اور
مقتدیین امام کے خطبہ پڑہنے کی حالت مین بلسان حال دعا مانگتے رہین
کیونکہ یہہ وقت بہی ساعۃ الاجابت کا جز ہے مگر چونکہ اسوقت امام خطبہ پڑہتا
ہے اور مقتدیون کو خاموش ہوکر خطبہ سننا ضروری ہے اور وہ وقت
ساعۃ الاجابت کا جز بہی ہے لہذا ملا علی قاری رح نے فرمایا کہ اسوقت بلسان
حال دل ہی دل مین دعا مانگین غرض ایسے وقت کو کہ جس مین دعا قبول
ہوتی ہے ہاتہہ سے جانے نہ دین اور جب امام بین الخطبتین جلسہ کرے تو
بلسان مقال دعا مانگین کیونکہ اب زبان سے دعا مانگنے کے لئے کوئی مزاحمت
تو رہی نہین پہر ایسے وقت مین کہ امام نے قرارۃ خطبہ سے فارغ ہوکر جلسہ
کیا اور وہ وقت بہی ساعۃ الاجابت کا جز ہے پہر بہلا جلسۂ مذکورہ مین بلسان
مقال دعا کس لئے نہ مانگین پس ملا علی قاری رح نے تو بطور وضاحت کے
تحریر فرمادیا کہ اثناء خطبہ وجلسۂ بین الخطبتین ونماز مین دعا مانگنی چاہیئے
اور افسوس ہے آپکے مکروزور وفہم پہ فتور پہ کہ ایسی کہلم کہلی عبارت
پر خاک ڈالتے ہین اور کچہہ کا کچہہ لکہکر عوام کالانعام کو دام تزویر مین

ہی نہین کرتے پہر آپ اثنا خطبہ والی روایت پیش کر کے یہ نتیجہ مہملہ کیون
نکالتے ہین کہ یہہ بدعت خلفاء مروانیہ کی ہے ہمکو تو جلسۂ مذکورہ سے بحث
ہے اور اسمین ہاتہہ اٹھا کر باحادیث قویہ دعا مانگنا ثابت ہے کما مر
اس ہماری تقریر سے ہر ذی فہم سمجھہ لیگا کہ عمارہ بن رویبہ کی روایت صرف
قرأت خطبہ کی حالت مین ہاتھ اوٹھانے کی ممانعت پر دال ہے اسکو جلسہ
ما بین الخطبتین سے کچھہ علاقہ نہین چنانچہ ملا علی قاری کی عبارت مذکورہ بالا
شاہد ہے علاوہ ازین ہم یہی کہتے ہین کہ روایت عمارہ بن رویبہ کے معارض
وہ صحیح حدیث ہے جو بخاری شریف مین بروایت انس مروی ہے بینما النبی
صلی اللہ علیہ وسلم یخطب یوم الجمعۃ اذا قام رجل فقال یا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھلک الکراع وھلک الشاء فادع اللہ ان یسقینا
فمد یدیہ ودعاء اس بخاری شریف کی حدیث سے ظاہر ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے بحالت قرأت خطبہ ہاتھ اوٹھا کر دعا مانگے تھے پس بفضل اللہ
تعالیٰ ہمنے جلسہ بین الخطبتین مین ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا باحادیث قویہ و روایات
کتب فقہ معتبرہ ثابت کر دیا جسکی وجہ سے فعل مذکور کا مسنون ہونا ظاہر علی
وجہ الباہر ہو گیا اور مترجم در المختار کا رد و مکر و زور و مغالطہ ہدیہ ناظرین کیا
اب حق تعالیٰ جلشانہ بطفیل رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم و ببرکت غوث
پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ دعا ہے کہ ہر مسلمان کو سنت پر عمل کرنے
کی توفیق دیوے و بدعت و شرک و عقاید وہابیہ شیطانیہ سے بچائے اور
وقت موت کے کلمہ شریف
نصیب کرے
آمین یا رب العالمین

ہتے اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ اثناء قراءۃ خطبہ مین بشر بن
مروان نے ہاتھ اوٹھایا (جیسا کہ اکثر جہال خطیبون اور واعظونکی عادت
ہوتی ہے) پس عمارہ بن رویبہؓ نے بد دعا دی اور کہا کہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو مین نے خطبہ مین صرف انگلی سے اشارہ کرتے ہوے
دیکھا ہے اور تو اپنے ہاتھ کو کیون اسقدر بلند کرتا ہے چنانچہ علامہ حضرت
مولانا ملا علی قاریؒ نے تحریر کیا ہے رافعاً یدیہ عند التکلم کما ھو
راب جھلۃ الوعاظ والخطباء انتھی یعنے وہ بشر بن مروان خطبہ مین
دونون ہاتھ بلند کئے ہوے تھا وقت کلام جیسا کہ یہ عادت اکثر جہال واعظون
اور خطیبون کی ہوتی ہے دیکھیے ملا علی قاریؒ کی عبارت سے صاف واضح ہوگیا
کہ بشر بن مروان عین خطبہ کی حالت مین خطبہ پڑہتے وقت ہاتھ بلند کرتا تھا۔
جس طرح کہ جہال واعظون اور خطیبون کی عادت ہوتی ہے اس لئے عمارہؓ
نے بد دعا دی پس یہ روایت ہمارے مدعا کے مخالف نہ ہوی کیونکہ ہمارا
کلام تو جلسہ ما بین الخطبتین مین ہے کہ جب امام دونون خطبون کے بیچ
مین جلسہ کرتا ہے اسوقت دعا بہیئت مذکورہ مانگنی چاہیئے اور روایت
عمارہؓ کی خطبہ پڑہنے کی حالت مین ہاتھ نہ اٹہانے پر دلالت کرتی ہے اور
دونون مین زمین و آسمان کا فرق ہے ناظرین مترجم کی حماقت پر ضلالت
تو دیکھین کہ کلام تو اسمین ہے کہ دونون خطبون کے بیچ کے جلسہ مین دعا
مانگنی چاہیئے یا نہین اور آپ وہ روایت عمارہ بن رویبہؓ کی لے دوڑے
جو خطبہ پڑہنے کی حالت مین رفع الیدین کو منع کرتی ہے سبحان اللہ سوال
از آسمان جواب از ریسمان۔ اجی حضرت ہمین اثناء قرأت خطبہ کی حالت
مین رفع الیدین سے سروکار ہی کیا ہے ہم اثناء خطبہ کی حالت سے بحث

رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ
واتباعہ اجمعین

التماس درخدمت ناظرین

جاننا چاہیے کہ اس جاے ہم دو فتوے درج کرتے ہین اول فتوے
علماء بمبی کا جو جامع الفتاوے مؤلفہ مولانا مفتی سید عبدالفتاح الحسینی
القادری عرف سید اشرف علے گلشن آبادی جلد دوم باب چہارم فصل
بیست وہفتم سے نقل کیا گیا ہے جو کتاب نور الشمعۃ الابدار الضال عن حکم
الدعاء والنداء بالصلوٰۃ سنۃ قبل الجمعۃ عمدۃ العلماء مولوی عبیداللہ صاحب
مدرس مدرسہ محمدیہ متعلقہ مسجد جامع بمبی مطبوعہ سنہ ۱۲۹۶ھ مطبع حیدری نشانی
۹۸ مین لکھا ہے کہ ایک شخص نے عدم جواز دعاء عند جلسۃ الخطیب بین الخطبتین
اور نداء معتاد الصلوٰۃ سنۃ قبل الجمعۃ وغیرہما کے باب مین مسئلہ مرقوم کیا ہی
خواہ مخواہ حدیث ماراٰہ المسلمون حسنٌ فھو عنداللہ حسن کی
مخالفت کرتا ہے مؤلف نور الشمعہ نے جواب دندان شکن اُس کے حرف
بحرف کا ردیہ لکھا ہے اور دلائل معقول ومنقول سے ثابت کرکے ماحصل
مسائل کا آخر مین بطریق سوال وجواب کے مرقوم فرمایا ہے تیسرا سوال وجواب
لکھا جاتا ہے۔

فتوے اول علماء بمبی

سوال

وقت بیٹھنے خطیب کے درمیان دو خطبون کے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا جائز ہی
یا نہین

جواب۔

اب ہم ناظرین رسالہ ہذا کی خدمت مین گزارش کرتے ہین کہ ہمارے مخاطب میر یحییٰ صاحب پیش امام جامع اونگنڈ ڑی ایک دہوم دہام سے کہتے پہرتے تہے کہ دعا مانگنا دونون ہاتھ اٹھاکر جلسۂ ما بین الخطبتین مین غیر مشروع ہے اور سخت حرام ہے و بدعت سیئہ و فعل خلفاء مروانیہ کا ہے پس ہمنے اس رسالہ مین کس وضاحت کے ساتھ جلسۂ ما بین الخطبتین مین دونون ہاتھ اٹھاکر دعا مانگنا ثابت کردیا پس اب پیش امام صاحب کو لازم ہے کہ اس امر کو تسلیم کرلین اور جلسۂ ما بین الخطبتین مین دونون ہاتھ اٹھاکر دعا مانگا کرین اور دعا کو مسنون سمجھین ورنہ تقریری یا تحریری ہمارے سے گفتگو کرین یا گفتگو کے لیے مولوی ولی الزمان خان صاحب کو تجویز کرین اور بحث مین بعینہ کتاب کی عربی یا فارسی عبارت پیش کرنا ہوگا اور زبان کو فحش و بیہودہ گوئی سے روکنا ہوگا اور گفتگو کے وقت منصفی کے جامع المعقول و منقول حاوی فروع و اصول حضرت مولانا مولوی حاجی سید غلام رسول صاحب مدظلہ یا مولانا مولوی جناب زاہد حسین صاحب کو مدراس سے بلایا جائے تا وہ بزرگان دین حق و باطل کو جدا کردین اور منصفون کا خرچ اخراجات نصف اس بندہ پر مقرر کیجیے اور اگر آپ دونون صاحبون مین بحث کرنے کی تاب ہنو تو ہمارے اس رسالہ کا جواب لکھو اور اگر جواب بہی نہ لکھہ سکو تو اس امر کو تسلیم کرلو اور اپنے کیے پر پشیمان ہو اور جلسۂ ما بین الخطبتین مین دونو ہاتھ اٹھاکر دعا مانگا کرو اور جلسہ ما بین الخطبتین مین دونو ہاتھ اٹھاکر دعا مانگنے کو مسنون سمجھو اگر اسپر بہی ضد اور اپنی ہٹ دہرمی نہ چھوڑوگے اور جلسۂ ما بین الخطبتین مین دونو ہاتھ اٹھاکر دعا مانگنی کو مسنون نہ سمجھوگے اور تسلیم نہ کروگے تو آپکی جہالت کنصف النہار ہویدا و آشکارا ہوجاویگی واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم و اٰخر دعوانا ان الحمد للہ

شرح دستخط الرد مقبول والمردود مردود
کتبہ عبد القادر بن محمود با علظۃ عفی اللہ عنہ

بن محمود
عبد القادر

فتوای دویم

شریعت پناہ مولانا مولوی قاضی عبید اللہ صاحب ادام اللہ تعالی فیوضاتہ
علی رؤس العالمین۔

مفتی وقاضی اہل سنتہ مدراس

سوال

کیا فرماتے ہین علماے دین متین ومفتیان شرع مبین زادھما اللہ تعالی شرفا وتعظیما اس صورت مین کہ دو خطبون کے مابین جو خطیب بیٹھتا ہے اسوقت خطیب اور سامعین آہستہ دعا مانگنا اور دعا کے وقت دونون ہاتھ اٹھانا حنفی اور شافعی مذہب مین سنت ہے یا نہین بینوا توجروا

الجواب

حامدا للہ ومصلیا ومسلما علی رسولہ وآلہ

وہ وقت محل اجابت دعا ہونے سے محققین فقہاے شافعیہ وحنفیہ ہاتھ اٹھاکے آہستہ دعا مانگنا کر کے لکھے ہین اور فقہاء شافعیہ کہتے ہین کہ خطیب اوسوقت سورۂ اخلاص پڑھنا افضل ہے علامہ ابن حجر ہیثمی شافعی اپنے فتوے بین لکھے ہین سئل عما اذا جلس الخطیب بین الخطبتین هل یستحب له فی جلوسه دعاء او قراءة اولا وهل یسن للحاضرین

جائز ہے اور وجوہ جواز کو اس رسالہ میں ہم بتفصیل بیان کر چکے ہیں یہاں
فقط نقل سند مستند ملا فتح محمد پر اکتفا کرتے ہیں کہا انہوں نے بیچ مفتاح
الصلوٰۃ کے باید دانست چون در وقت سکوت امام یعنے قبل از شروع
تسبیح وذکر وقرات بروایۃ صحیحہ جائز شد درمیان دو خطبہ کہ امام نشیند
دعا بالطریق اولی جائز خواہد بود علی الخصوص در احادیث صحیحہ آمدہ کہ ساعت
الاجابت ما بین ان یجلس الامام فی الخطبۃ الی ان یقضی الصلوٰۃ
کما ہے فی صحیح مسلم وجزم بہ الامام النووی فی شرح المسلم وقال
ہو الصحیح الیس باید کہ در وقت جلوس کہ در ظاہر الروایۃ مقدار سہ آیۃ
وارد ست کما فی التجنیس وغیرہ ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ و
فی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار برعایت معنے بخواند کہ عمل بر
ظاہر الروایات واحادیث صحیحہ واقع گردد واگر دست برداشتہ بخواند موافقت
طریقہ دعا کہ در احادیث ست واقع گردد وعمل بزرگان نیز آن است انتہی واللہ
اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب شرح دستخط نعم الودود رئیس المردود
فشکر اللہ مساعی مولانا الراد یوم الجزاء والشہود۔

کتبہ احقر عباد اللہ عبد الحمید بن ابراہیم باعکظہ حماہ اللہ
عن کل شر وحفظہ خطیب مسجد جامع بمبی۔۔۔



شرح دستخط لا کلام فی صحۃ الرد وبطلان
للمردود کیف وقد نطقت بہ الدلائل و
شہد بہ الشرع حررہ عبد المفتقر الی مولاہ عبید اللہ عفی اللہ
عنہ ونجاہ عما لا یرضاہ



وہ قول معتبر نہین کما حققہ العالم العلامہ والحبر الفہامہ مولانا محمد
سعد رحمۃ اللہ فی رسالۃ نور الکونین فی رفع الیدین بین الخطبتین
واللہ اعلم مرقوم ۱۴ جمادی الاخری سنہ ۱۳۱۴ ہجری
کتبہ عبید اللہ بن صبغۃ اللہ کان اللہ لہما



الجواب صحیح
محمود کان اللہ لہ

مسئلہ ملحقہ در اثبات رفع سبابہ عند الشہادتین فی التحیات از روایات کتب معتبرات

مسئلہ

جاننا چاہیے کہ تشہد مین عند شہادتین رفع سبابہ سنت ہے اور تمام جہان
مین باتفاق ائمہ اربعہ کے چارون مذاہب کے مقلد رفع سبابہ کرتے
ہین چنانچہ سید محمد برزنجی مدنی شافعی رسالہ بالصارم الہاشم مین تحریر فرماتے
ہین ان السواد الاعظم علی استحباب الاشارۃ وما ذلک الا لان
اہل الحرمین والیمن والحبش والشام ومصر والقدس والبصرۃ وحلب
وکردستان ومسلموا بلاد العجم وداغستان وجزائر جاوا و

حینئذ ان یشتغلوا بقراءة او دعاء او صلوة علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
برفع الصوت ولا فاجاب بذکر فی العباب انہ یسن لہ قراءة قل ھو
اللہ احد وقلت فی شرحہ لم ار من تعرض لندبہا بخصوصہا ویوجہ
بان السنة قراءة شیء من القران فیہ کما یدل علیہ روایت ابن
حبان کان صلی اللہ علیہ وسلم یقراء فی جلوسہ من کتاب اللہ تعالی
فاذا اثبت بان السنة ذلک فھو اولی من غیرھا لمزید ثوابھا و
فضائلھا وخصوصیتھا قال القاضی والدعاء فی ھذہ الجلسة مستجاب
وعلیہ فللحاضرین ان یشتغلوا بالدعاء لما تقرر انہ مستجاب حینئذ
واذا اشتغلوا بالدعاء فالاولی ان یکون سرالما فی الجھر من
التشویش علی بعضھم ولان الاسرار ھو الافضل فی الدعاء لعارض
انتھی اور علامہ شیخ فتح محمد محدث جو اجلہ فقہاء حنفیہ سے ہے کتاب مفتاح
الصلوة میں لکھا ہے چون در وقت سکوت امام یعنے قبل از شروع تسبیح و
ذکر و قراءة بروایت صحیحہ جائز ست درمیان دو خطبہ کہ امام نشیند دعا بطریق
اولی جائز خواہد بود علی الخصوص در احادیث صحیحہ آمدہ کہ ساعت الاجابت ما بین
ان یجلس الامام فی الخطبة الی ان تقضی الصلوة کما صح فی صحیح مسلم
وجزم بہ الامام النووی فی شرح المسلم و قال ھو الصواب پس باید دانست کہ در
وقت جلوس کم در ظاہر الروایت مقدار سہ آیت وارد ست کما فی المجتبی وغیرہ
ربنا اتنا فی الدنیا حسنة وفی الاخرة حسنة وقنا عذاب النار برعایت
معنے بخوانند کہ ہم بہ ظاہر الروایت و احادیث صحیحہ واقع گردد و اگر دست برداشتہ
بخوانند موافقت طریقہ دعا کہ در احادیث است واقع گردد و عمل بزرگان ہست
انتہی اور نہایۃ الاوطار ترجمہ درمختار میں مذکور وقت دعا کرنے سے جو منع کیا ہے

مین منقول ہے ولا یشیر بسبابۃ عند الشہادۃ وعلیہ الفتوی کما
فی الولوالجیۃ والتجنیس وعمدۃ للمفتی وعامۃ الفتاوی لکن المعتمد ما
صححہ الشراح ولاسیما المتاخرون کالکمال والحلبی والبہنسی والباقانی
وشیخ الاسلام الجد وغیرہم انہ یشیر لفعلہ علیہ الصلوۃ والسلام
ونسبوہ لمحمد والامام بل فی متن درر البحار وشرحہ غرر الاذکار المفتی
عندنا انہ یشیر باسطا اصابعہ کلہا وفی شرنبلالیۃ عن البرہان
الصحیح انہ یشیر بمسبحۃ وحدہا یرفعہا عند النفی ویضعہا عند
الاثبات واحترزنا بالصحیح عما قیل لا یشیر انہ خلاف الدرایۃ و
الروایۃ وبقولنا بالمسبحۃ عما قیل یعقد عند الاشارۃ انتہی یعنے
نکرے اشارہ اپنی انگشت شہادت سے وقت کہنے اشہد ان لا الہ الا اللہ کے
اور فتوے اسی پر ہے چنانچہ ولوالجیہ تجنیس وعمدۃ المفتی واکثر فتواؤن مین ہے
مگر معتمد قول وہ ہے کہ جسکی تصحیح شارحین نے کی ہے خصوصًا متاخرین مثل کمال
وحلبی وبہنسی وباقانی وشیخ الاسلام جد اور سوا انکے اورون نے کہ اشارہ کرے
بسبب کرنے اشارہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور نسبت کیا اس قول کو
ان لوگون نے امام محمدؒ اور امام اعظم رض کے طرف بلکہ درر بحار کے متن اور شرح
اسکی غرر الاذکار مین ہے کہ ہم حنفیون کے نزدیک مفتی بہ یہ ہی کہ اشارہ کرے
اپنی انگشت شہادت سے سب انگلیون کو کہلا رکہکر اور شرنبلالیہ مین برہان سے
منقول ہے کہ صحیح یہ ہے کہ اشارہ کرے تنہا انگشت شہادت سے یعنے نکرے
اشارہ دونون سبابہ سے اور اشارہ کرنے مین انگلی شہادت کو نفی یعنے حرف
لا کہنے کے وقت اٹہاوے اور اثبات مین یعنے الا اللہ کہنے کے وقت رکہدے
اور اس قول مین ہمنے جو صحیح کی قید لگائی تو ہمنے احتراز کیا اس قول غیر صحیح

مليبار ومن السواحل من الهند الكوكنان النظام شاهي والعادل شاهي و زيرباد كلهم شافعيون واهل الغرب الى انتهاء المعمورة والسودان وعوالي مصر وصعيد وبلاد الاحسا والبادية التي بين الحجاز والبصرة والاحسا و كثير من القبائل مالكيون واهل النجد وقرى كثير من القدس والشام حنبليون وكل هؤلاء يشيرون بالمسبحة وبلاد الروم والهند حنفيون وكثير منهم يشيرون انتهى حاصل اس عبارت کا يہ ہے کہ اہل حرمين الشريفين ويمن وحبش وشام ومصر وقدس وبصره وحلب وکردستان وعجم وداغستان وجاوا ومليبار ونجد وروم وسند وغيرہم تمام ملکون مين مقلد مذاہب اربعہ رفع سبابہ کيا کرتے ہين کوئی منع نہين کرتا اور حرام نہين کہتا اگرچہ بعض نے عدم رفع پر وعليہ الفتوى لکھا جيسا کہ ولوالجيہ وتجنيس وعمدة المفتی وخلاصہ کيدانی مين منقول ہے پر يہ قول انکا خلاف ہے درايۃ وروايۃ کے اور نہين ہے انکا يہ قول مقبول بلکہ مردود ہے علامہ علی قاریؒ نے اس باب مين ايک رسالہ تصنيف اور رفع انگشت شہادت تحيات مين عند الشہادتين سنت ثابتہ کيا اور سند کتاب وسنت سے گردانا اور احاديث صحيحہ اور مذہب ائمہ ثلاثہ اور ہمارے اصحاب کا يہی ہے کرکے فرمايا اور شيخ عبد الحق دہلویؒ نے شرح سفر السعادت و مدارج النبوة وشرح مشکوة عربی وفارسی مين سنيت رفع کو ترجيح دی ہے اور شيخ علی متقیؒ نے سنيت رفع کو ترجيح ديا اور اس باب مين ايک رسالہ تصنيف کيا اور صاحب فتح القدير کمال الدين ابن الہمامؒ کہ محققين حنفيہ سے ہين گويا روح روان اس مذہب کی ہين کہ جنکا نظير بعد کوئی نہ گزرا شرح صحيح مسلم مين عدم رفع کو خلاف درايۃ وروايۃ کے تحرير فرمايا پس واضح ہو کہ اکثر محققين نے رفع سبابہ کو ترجيح دے اور عدم رفع کو خلاف عقل ونقل کے فرمايا چنانچہ در المختار

عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ کان یشیر باصبعہٖ ثم قال محمدؒ نفعل ما
فعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم ونصنع ما صنعہ وھو قول ابی حنیفۃ و
قولنا انتہی اور مولانا عبد العلی بحر العلوم رحمۃ اللہ علیہ ارکان اربعہ میں تحریر فرماتے
ہیں ثم اذا فرغ من سجدۃ الرکعتین رفع راسہ ثم یدیہ ویجلس مفترشا
رجلہ الیسری واضعا الیتیہ علیہ وینصب رجلہ الیمنی موجھا اصابعہ
نحو القبلۃ ویضع یدہ الیمنی علی فخذہ الیمنی ویدہ الیسری علی فخذہ الیسری
ویتشھد بتشھد ابن مسعودؓ واذا بلغ الشھادۃ قبض الخنصر والبنصر و
حلق الوسطی والابھام ویشیر بالسبابۃ فیرفعھا عند قول اشھد ان
لا الہ ویضعھا عند قول الا اللہ انتہی اور اسی کتاب میں مولانا بحر العلوم
صاحب منقول فرماتے ہیں واما رفع السبابۃ علی الوجہ المذکور فمنقول
عن ائمتنا فان الامام محمدؒ روی اولا فی الموطا بروایۃ مالکؒ ان ابن
عمرؓ افترش رجلہ الیسری وجلس علیھا ونصب رجلہ الیمنی وقبض الخنصر و
البنصر وحلق بین الوسطی والابھام واشار بالسبابۃ قال ھکذا
یصنع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال الامام محمدؒ وبصنع رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فاخذ وھو قول ابی حنیفۃؒ وعامۃ اصحابہؒ ونقل الشیخ
ابن الھمام عن ابی یوسفؒ فی الامالی مثلہ فقد ثبت بھذا ان الاشارۃ
ثابتۃ عن ائمتنا ولم یخالف فیہ من اصحاب الامام ابی حنیفۃؒ احد والمتاخرون
من مشائخ ما وراء النھر خبطوا لما رأوا فی عبارۃ المبسوط وبسط اصابعہ ان
البسط ینافی القبض والتحلیق فزعم البعض منھم ان فی المسئلۃ روایتین
فی روایۃ الاشارۃ مع القبض والتحلیق وفی روایۃ البسط وزعموا ان منافی
البسط مکروہ فقالوا فی روایۃ یکرہ الاشارۃ وفی روایۃ لا یکرہ بل

سے کہ نکرے اشارہ شہادتین کے وقت انگلی سے اس قول کے صحیح ہونے کی
وجہ یہ ہے کہ اشارہ نکرنے کا قول عقل ونقل کے خلاف ہے اور ہمنے تنہا انگشت
شہادت اسلئے کہا کہ اس قول سے احتراز ہو کہ اشارہ کے وقت ترین کا عقد کرے
پس جاننا چاہیئے کہ علامہ شامی نے کہا کہ در البحار اور اسکی شرح غرر الاذکار میں
یہہ نہیں پایا جاتا کہ اشارہ کرنے میں تمام انگلیان کہلی ہون بلکہ غرر الاذکار مین
اسطرح ہے کہ مفتی بہ اشارہ کرنا ہے انگشت شہادۃ سے ترین کے عقد کیصورت
جسطرح پر کہ امام شافعیؒ اور امام احمدؒ فرماتے ہین کہ سبابہ کو وقت کہنے لا الہ کے
اٹھاوے اور الا اللہ کے رکہدے اور حضرت امام اعظمؒ اور امام محمدؒ کا یہی
قول ہے اور اس کیفیت پر بہت سے احادیث وآثار دال ہین پس حاصل اسکا یہہ
ہے کہ باسط اصابعہ شارح کا شرح سے نقل کرنا غلط ہے خلاصہ یہ کہ مذہب حنفی
مین اس مقام پر دو ہی دو قول ہین اولا یہہ کہ تمام تحیات یعنے اشہد ان
لا الہ الا اللہ کے پہونچنے تک اپنی انگلیان کہلی رکھے اور جبکہ اس کلمہ کو
کہے تو ترین کا عقد کرکے اشارہ کرے یعنے حرف لا پر انگلی شہادت کی اٹھاوے
اور الا اللہ پر رکہدے یہ دوسرا قول تمام متاخرین کے نزدیک معتمد ہے
اس وجہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث صحیحہ مین ثابت ہوا ہے اور
ایسا ہی منقول ہے ہمارے تینون امامون سے اور کلام شارح کا جمہور شارحین
متقدمین ومتاخرین کے مخالف ہے اور ہمکو اسپر عمل کرنا لازم ہے کہ جسپر جمہور علماء
ہون یعنے ترین کا عقد کرکے اشارہ کرنا نہ انگلیون کو کہلا رکہنے اور عینی مین
تحفہ سے مرقوم ہے الاصح انہا مستحبۃ وفی المحیط سنۃ انتھی
یعنے صحیح تر یہہ قول ہے کہ اشارہ کرنا مستحب ہے اور محیط مین ہے کہ اشارہ
سنت ہے اور طحطاوی مین مسطور ہے والروایۃ ما رواہ محمدؒ فی مشیختہ

اور وقت کہنے الا اللہ کے رکھدے اسلئے کہ اشارہ کرنے سے نفی اور اثبات
جو زبان سے نکلتا ہے اس نفی اور اثبات کے موافق ہوجاتا ہے جو انگلی کے اشارہ
سے کیا جاتا ہے اور یہ امر یعنے مطابقت قولی و فعلی عقلاً عمدہ ہے اور اشارہ
کو حرام کہنا اور مکروہ تحریمی بتانا اور جس نماز کے اندر تحیات مین اشارہ کیا جائے
اس نماز کو فاسد ٹھہرا کر پھر اسکے پڑہنے کا حکم کرنا اور رفعل روافض جتانا اور
عدم جواز کا فتوی دینا اور اشارہ نہ کرنا اس کے خلاف پڑہتا ہے اور نقل
کے مخالف ہوتا ہے اسطرح کہ حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے موطا مین اور
مشیخہ مین روایت کئے ہین کہ اشارہ کرتے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
پھر کہا کہ ہم کرتے ہین جو کچھہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اور یہی
قول ہے جناب حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالے عنہ کا اور کتاب امالی
مین منقول ہے کہ حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ بھی اشارہ کرتے تھے
پس جب ہمارے تینون امام رحمہم اللہ تعالے اشارہ کرنے پر متفق ہوگئے
اور احادیث صحیحہ سے اور اقوال صحابہ سے اس کا ثبوت قرار واقعی ہوگیا
اب اگر کوئی جاہل اپنے جہل سے اور اپنے نفس کی شامت سے کسی ضعیف
روایت پر عمل کرکے روایات صحیحہ پر عمل نہ کرے اور تشہد مین انگشت شہادت
سے اشارہ کرنے کی منع کرے اور خود بھی اشارہ نہ کرے تو وہ قطعاً
تارک سنت نبوی ہوگا اور مخالف مذہب حنفی کے کہلائیگا پس جبکہ مخالف
مذہب حنفی کے ہوا تو وہ کہان ٹھکانہ پائیگا مثال شتر بے مہار کے بھٹکتا
پھریگا پس سب مسلمانون کو لازم ہے کہ اطاعت خدا وند تقدس و تعالی
کی اور جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ و صحبہ وسلم کی کرین اور اپنے
امام کی پیروی بدل و جان کرین اور ایک مذہب پر ثابت قدم رہین

يندب واختار صاحب الهداية القول بعدم الكراهة وكذا شمس الائمة وبعضهم شددوا وافتوا بالكراهة بل بالحرمة لجهلهم عما في الموطا و الامالي والمحققون من المشائخ قالوا ليس هناك رواية ولا اشارة ثابتة عن ائمتنا قطعا وليس في المبسوط ان يبسط الاصابع في تمام التشهد بل فيه بسط الاصابع واذا بلغ عند التلفظ بالشهادة يحلق ويشير هذا هو الصحيح المختار ويدل عليه رواية مسلم اللتي ذكرناها والاشارة والتحليق سنتان تركهما يوجب الاساءة وهو مذهب ائمتنا بلا خلاف ثم الاشارة على الوجه المذكور مذهبنا وقال الامام الشافعي يعقد عقد ثلثة بالخنصر و البنصر والوسطى وعقد خمسين بالابهام ويشير بالسبابة لما عن ابن عمر قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قعد في التشهد وضع يده اليسرى على ركبته اليسرى ويده اليمنى على ركبته اليمنى وعقد ثلثة وخمسين واشار بالسبابة رواه مسلم هذا والظاهر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم تارة يفعل كذا وتارة يحلق ويشير فايهما فعل فقد اتى بالسنة وايهما اختار جاز والله اعلم باحكامه انتهى پس احاديث نبويہ علیہ افضل الصلوة والتحیہ سے اور آثار صحابہؓ سے اور اقوال ائمہ ثلاثہ سے اور کتب فقہیہ معتبرہ سے خلاصہ بخوبی متحقق ہوا کہ اشارہ کرنا تریپن کا عقد کرکے تحیات میں وقت کہنے لا الہ کے اور رکھدینا وقت کہنے الا اللہ کے فعل جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کا ہے اور یہی قول ہے جناب امام اعظم رضی اللہ تعالے عنہ کا اور امام ابو یوسفؒ کا وامام محمدؒ کا اور اسی پر جمہور علمائے حنفیہ رحمہم اللہ تعالے کا اتفاق ہے کہ تشہد میں انگشت شہادۃ سے تریپن کا عقد کرکے اشارہ کرے یعنے وقت کہنے حرف لا الہ کے اٹھاوے

المتخلص بہ عبد خادم و تلامذہ قدوۃ المحققین زبدۃ المدققین
حامئ دین مبین ناصر شرع متین خلاصۃ الصالحین نخبۃ السالکین
جامع معقول و منقول حاوی فروع و اصول مرشدی مولنا مولوی
سید پیر حیدر شاہ صاحب قادری الحنفی مدظلہ العالی دام ما دام الایام
لیالی ساکن ملک کچھ خاص بلدہ بھوج المعروف بہ پیر ٹھہر والہ نزیل او ٹھمنڈ
حال وارد ہیل کنور

پیر حیدر شاہ نے نادر کتاب		اندنون بس کر دیا تیار ہے
فیض کا معدن ہے وہ گنج گہر		یا رسالہ بحر پر ذخار ہے
کر دئے اثبات جلسہ مین دعا		جسطرح یہ مذہب ابرار ہے
فکر کی مین نے یے تاریخ جب		تب کہا ہاتف نے بن تکرار ہے

عبد لکھدے از سر بیت عتیق
یہہ دعا ثابت بلا انکار ہے
۱۵ ھ ۱۲

ایضاً

فضائل حقسے نادر تصنیف یہہ رسالہ		رد مین وہابیون کے استاد نے کیا ہے

جاہل کا سر اڑا کر لکھدی تو عبد تاریخ
جلسہ کے بیچ سنت لاریب شک دعا ہے
ھ

اور خداوند تبارک و تعالےٰ سب بھائی مسلمانون کو نیک ہدایت نصیب
کرے اور سب کے دلون کو بادۂ عشق و محبت اپنے حبیب گناہگار
کے طبیب حضرت اشرف الانبیاء سے وانوار آداب سے منور و معمور
رکھے اور دولت و سعادت حسن خاتمہ اور طریق ادب خیر رفیق نصیب

فرماوے اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم
پر عمل کرنے کی توفیق دیوے آمین ثم آمین
وصلی اللہ علی خیر خلقہ و نور عرشہ
سید الاولین والاخرین و خاتم
الانبیاء والمرسلین و افضل
الخلائق اجمعین و علی آلہ و
اصحابہ و اتباعہ اجمعین
امین رب اغفر
ارحم

تمام ہوئی ۱۳۰۰ ہجری نبوی ... صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بتاریخ ۲۷ ذی الحجہ [illegible]

وتجاوز عن ما تعلم انک انت الاعز الاکرام

تمت

قطعہ تاریخ

از خاکسار ذرہ بمقدار کمترین شیخ محمد عبد اللہ ابن مر[illegible]
شیخ محمد عبد العزیز صاحب عرف باچھا میان عفی عنہ ساکن معسکر [illegible]

غلط نامہ حصہ اول اثبات سنۃ الید مع رفعہن فی الدعا جلسہ بین الخطبتین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱۲	مانگ بہی لئے تہے	مانگ بہی لیتے	۲۱	۲۰	جائین گے	جائیگی
〃	۲۱	صاحب کے	صاحب کی	۲۲	۲۶	ہوجاتے کہ مہر وتکاہیر کے دستخط ومہرین	ہوجاتے کہ اسپر تو وہابیون ثبت ہین۔ علمائے حنفی المذہب کی مہرون کا۔
۵	۴	علی وبنیمۃ الباہر	علی وجہ الباہر				
۶	۱۷	دعاکا ہے	دعا کا				
۸	۷	کسقدر	کسیقدر				
۹	۱۵	یہ ہے آہستہ	یہ ہے کہ آہستہ	۲۴	۷	راب	داب
۱۱	۷	بہ الحاح تمام	بہ الحاح تمام	〃	۸	وقت نکلام	وقت کلام کے
۱۵	۲۰	جلوسۃ	جلوسہ	۲۵	۷	ہم نہی	ہم یہ بہی۔
۱۷	۱	ہی نہین	تو تمیز ہی نہین				
〃	۷	سغتنانی	سغناقی				
۱۸	۱۶	الاحلاص	الاخلاص				
۲۰	۵	ہونے کے	ہونے کی				

غلط نامہ رسالہ ملحقہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۲	۱۳	تصنیف	تصنیف کیا	۳۲	۲۱	ترجیح دے	ترجیح دی
ص۳۲	سطر ۱۱	خلاف عقل ونقل کی	خلاف عقل ونقل کے				

غلط نامہ عبارت غایۃ الاوطار جو کہ حاشیہ پر اس رسالہ کے قولہ قولہ کرکے درج کئے ہین

۱۶ سرخسی نے ہدایہ — سرخسی نے مختصر ۸۷۸
۱۷ عبارت جامع الخطیب کی ۱۷ صفحہ کے حاشیہ پر لکھ لین۔ **قولہ** اور جامع الخطیب مین
کہ ہاتھ اٹھانا دعا کے لئے دو خطبون کے بیچ مین حرام ہے۔
۱۸ بدستور عبارت شیخ عبد الحق ۱۸ صفحہ پر لکھ لین۔

قولہ اور شیخ عبد الحق نے شرح مشکوۃ مین حدیث مذکورہ بالا کی ذیل مین لکھا ہے کہ کلام نہ کرتے ایسے یہ معنے کہ نہ دعا مانگتے نہ دعا کے سوا اور کوئی بات کرتے۔